

پاکستان اور افغانستان
تنازعات اور کشیدگی

رباب زہرا
(مصنفہ ملکی اور بین الاقوامی امن اور احترام انسانیت کے حوالے سے مختلف اخبارات اور رسائل کے لیے لکھتی ہیں)



پاکستان اور افغانستان دنیا کے دو ایسے ممالک ہیں جو اسلامی روایات اور خاندانی بندھن ہی نہیں بلکہ تہذیب و تمدن، زبان و بیان اور مذہب اسلام کے مضبوط رشتوں میں جڑے ہوئے ہیں، اس کے باوجود روزِ اول سے مختلف تنازعات اور کشیدگی میں الجھے رہے ہیں۔ سرحد کے دونوں جانب بسنے والے لوگ نسلی اور ثقافتی لحاظ سے بھی ایک دوسرے کے بہت قریب ہیں، لیکن حالات و واقعات نے ہر دور میں بہت سے معاملات کو پیچیدہ رکھا۔ کبھی بادشاہت کا دور تھا، لیکن جب بادشاہت کا خاتمہ ہوا تب بھی ذمہ داروں نے پاکستان سے مجبوری میں ہی سہی، اچھے تعلقات رکھے۔ ظاہر شاہ، شاہ داؤد اور نجیب اللہ کے ادوار اپنی جگہ، پاکستان نے روسی مداخلت کے دوران افغانستان اور افغان بھائیوں کی نہ صرف ہر ممکن مدد کی بلکہ روسی افواج کی پسپائی میں اپنی بساط سے بڑھ کر ساتھ دیا۔ یہی نہیں، طالبان اور ان کی حکومت کی بھی بھرپور پذیرائی کی۔ جہادِ افغانستان کے ردِعمل میں لاکھوں افغان مہاجرین کو ہر قسم کی سہولیات فراہم کیں اور برسوں تاریخی میزبانی کی۔ افغان نسلیں پاکستان میں تمام تر سہولتوں کے ساتھ پروان چڑھیں، پھر بھی صدر حامد کرزئی اور اشرف غنی کے ادوار بھی پاکستان کے لیے قابلِ فخر ثابت نہ ہوئے۔ اب امریکی اور نیٹو افواج کی ایک بار پھر افغانستان سے واپسی پر قائم ہونے والی حکومت ''امارتِ اسلامی افغانستان'' نے بھی تمام یقین دہانیوں کے باوجود پاکستان کے لیے کسی قسم کی آسانی اور برادرانہ تعلقات کے فروغ کے لیے وہ کچھ ہرگز نہیں کیا جس کی توقع کی جا رہی تھی۔

اس کی وجوہات کا اگر غیر جانب دارانہ جائزہ لیا جائے تو قیامِ پاکستان 1947 میں بھی افغانستان کے حکمرانوں نے مصلحت پسندی کا

مظاہرہ کیا تھا، حالانکہ دوسرے ہمسایہ ملک ایران نے دنیا بھر میں سب سے پہلے پاکستان کو ایک آزاد اور خودمختار مملکت تسلیم کر لیا تھا۔ تاریخ اس بات کی گواہی دیتی ہے کہ زبان، لباس، مذہب، تہذیب و تمدن ایک ہونے کے باوجود پاکستان اور افغانستان کے تعلقات ہمیشہ سے جغرافیہ، تاریخی حالات اور سیاسی پیچیدگیوں کے امتزاج کا شکار رہے۔ دونوں ممالک ایک طویل سرحدی سلسلے ''ڈیورنڈ لائن'' سے جڑے ہیں۔ یہ سرحد محض ایک جغرافیائی لکیر نہیں بلکہ ایک ایسا حساس مسئلہ ہے جس نے ابتدا ہی سے دونوں ممالک کے درمیان بداعتمادی کو جنم دیا، جو باوجود کوشش ختم نہ کی جا سکی۔ ''ڈیورنڈ لائن'' 1893 میں برطانوی راج کے حکمرانوں اور افغان حکمرانوں کے درمیان ہونے والے معاہدے کے مطابق قائم کی گئی، اور قیامِ پاکستان کے بعد پاکستان نے اسے اپنی بین الاقوامی سرحد تصور کیا جبکہ افغانستان نے ہر دور میں اسے متنازع قرار دینے کی کوشش کی۔ لہٰذا حقیقت میں دونوں ممالک کے درمیان اختلاف کی جڑ اور بنیاد اسی ''ڈیورنڈ لائن'' کو قرار دیا جاتا ہے۔

افغانستان میں اقتدار کی آنکھ مچولی چلتی رہی۔ روسی افواج کے ردِعمل میں جہادِ افغانستان کا مرحلہ بھی آیا اور روسی ''سپر پاور'' کو شکست کی صورت میں منتشر بھی ہونا پڑا۔ پورے خطے میں کامیابی اور فتح کے شادیانے بجائے گئے، ''پاک افغان بھائی بھائی'' کے نعرے بھی بلند ہوئے۔ پاکستان نے ہمیشہ پرعزم انداز میں اس بات کا ایک سے زیادہ مرتبہ اعادہ کیا کہ ''کابل کا امن پاکستان کا امن ہے''۔ لاکھوں افغان مہاجرین کو اپنی سرزمین پر افغان بستیوں کے قیام سے بہترین سہولیات اور مراعات دی گئیں۔ افغان مہاجرین کی نسلیں پاکستان کے پرامن ماحول میں پھلیں پھولیں، روزگار اور کاروباری مواقع بھی دیے گئے، لیکن مثبت نتائج پاکستان کا مقدر نہ بن سکے۔ مختلف ادوار میں ہمارے ازلی دشمن بھارت نے مختلف انداز میں افغانیوں کو لالچ، جھانسہ، بہکاوے اور مفادات کے سنہرے خواب دکھا کر پاکستان کا امن تباہ کرنے کی منصوبہ بندی کی۔ پاکستان نے ہر سطح پر احتجاج بھی کیا اور سرحد پار سے مداخلت کی نشاندہی بھی کی، لیکن کسی نے کان نہ دھرے۔

پاکستان میں دہشت گردی بڑھی تو پاک فورسز نے سیاسی حکمتِ عملی کے سہارے دہشت گردی کے خاتمے کا عزم کیا۔ پھر دہشت گردوں کو مضبوط کارروائیوں کے ذریعے سرحد پار دھکیل دیا گیا، لیکن زیادہ دیر سکون قائم نہ رہ سکا۔ حالانکہ پاکستان نے دہشت گردی کی جنگ میں بھاری جانی و مالی نقصان بھی برداشت کیا تھا۔ بات بڑھی تو پاکستان نے سرحد پر باڑ لگانے کا عمل تیز کر دیا، جس کا مقصد سرحدی مداخلت، دہشت گردی اور غیر قانونی نقل و حرکت کو روکنا تھا۔ باڑ مکمل بھی کر لی گئی، لیکن طالبان کے دوبارہ اقتدار میں آنے کے بعد اس باڑ پر اعتراضات کر کے اسے متنازع بنایا گیا بلکہ دونوں اطراف سے سرحدی جھڑپیں بھی ہوئیں۔ طورخم اور چمن کی سرحدیں حساس ثابت ہوئیں۔ بظاہر معاملہ ''ڈیورنڈ لائن'' اور باڑ کا تھا، لیکن اس کے پیچھے گہرے سیاسی، سماجی اور ثقافتی عوامل بھی کارفرما تھے، کیونکہ سرحد کے دونوں جانب آباد قبائل کے خاندانی، ثقافتی اور سماجی رشتے صدیوں پرانے ہیں۔ ایسے میں بھارت نے سرحدی علاقوں میں اپنی دلچسپی بڑھا دی، جس کا مقصد پاکستان کو غیر مستحکم کرنے کی سرگرمیوں کو منظم کرنا تھا۔

پاکستان کے خفیہ اداروں نے ایسے شواہد بھی حاصل کیے جو ثابت کرتے تھے کہ افغان سرزمین سے پاکستان میں مداخلت بھارتی ایماء پر کی جارہی ہے۔ لہٰذا پاکستان نے واضح کیا کہ یہ صرف الزامات اور خدشات نہیں بلکہ افغانستان کی سرزمین ایک سازش کے تحت پاکستان کے خلاف دہشت گرد کارروائیوں میں استعمال کی جارہی ہے۔ پاکستان نے نشاندہی کی کہ ''تحریک طالبان پاکستان'' کے نام پر بھی دہشت گردی کو منظم کیا گیا ہے۔ افغانستان نے بھی پاکستان پر مداخلت کے الزامات لگائے۔ اس صورتحال نے دونوں ممالک کے سفارتی تعلقات کے ساتھ خطے کے امن کو بھی چیلنج کر دیا۔



حالات نے ثابت کیا کہ اگر معاملات پر سنجیدہ سوچ بچار نہ کی گئی تو پاک افغان تعلقات مزید بگڑ سکتے ہیں۔ لہٰذا مذاکرات، جرگے، باہمی ملاقاتیں اور علاقائی فورمز کے ذریعے مسائل حل کرنے کی کوششیں کی گئیں، لیکن یہ سب کچھ محض وقتی دباؤ میں ہوا، اس لیے سب کچھ بے نتیجہ ہی رہا۔ کیونکہ یہ صرف سرحدی یا سکیورٹی مسئلہ نہیں تھا بلکہ اس میں علاقائی سیاست کے ساتھ ساتھ عالمی طاقتوں کے مفادات بھی شامل تھے۔ اسی سوچ کے پیشِ نظر پاکستان نے سکیورٹی خدشات، دہشت گردی کے امکانات اور ہمسایہ ملک سے روایتی تعلقات کی بحالی کے لیے مؤثر اور جامع حکمتِ عملی اپنانے کی کوشش کی، لیکن افغانستان کے موجودہ حکمران ایسے مسائل اور مشکلات میں گھرے ہیں کہ انہیں احساس ہی

نہیں کہ خطے کا استحکام ہی ان کے مفاد میں ہے۔

پاکستان نے دراندازی کے خاتمے اور افغانستان کے استحکام کے لیے بہت سی تجاویز دیں، لیکن بدقسمتی سے اول، افغانستان کو امریکہ کا چھوڑا ہوا بھاری اسلحہ مل گیا اور دوم، بھارت نے انہیں سبز باغ دکھا کر فنڈنگ کے راستے سے بہکا دیا۔ افغان حکومت نے اپنے محسن پاکستان کی بجائے بھارت کا انتخاب کرلیا، حالانکہ پاکستان بار بار یقین دہانی کرا رہا تھا کہ امن وسلامتی کا راستہ دو برادر ممالک مل کر نکال سکتے ہیں۔ یہ مشکل



ضرور ہے مگر ناممکن ہرگز نہیں۔ اس کے لیے دراندازی کو روک کر ''ڈائیلاگ'' کی میز پر آیا جائے، دہشت گردی کی روک تھام کے لیے مشاورت سے مشترکہ حکمتِ عملی بنائی جائے، سرحدی معاملات پر مستقل مکالمے کے ذریعے حل تلاش کیا جائے، قبائلی روابط کو لڑائی اور اختلاف کی بجائے ''پل'' کے طور پر استعمال کیا جائے اور علاقائی طاقتوں کو بھی ایک مشترکہ حکمتِ عملی کے ذریعے تعمیری اور قومی دھارے میں صلاحیتیں استعمال کرنے کے مواقع فراہم کیے جائیں۔ اجتماعی طور پر پاکستان کی یہ تمام تجاویز انتہائی اہم تھیں۔

اس سلسلے میں پاکستان نے دوست ممالک کے تعاون سے بات آگے بڑھانے کی ہر ممکن کوشش کی، لیکن کسی معاہدے اور بیٹھک کے نتائج بہتر نہ نکلے۔ بلکہ افغانستان نے سامانِ ''حرب وضرب'' کا سہارا لیتے ہوئے پاکستان کے دو صوبوں، خیبر پختونخوا اور بلوچستان، میں

ریکارڈ دہشت گردی کا مظاہرہ شروع کر دیا۔ حالانکہ ان نامساعد حالات سے دونوں کو نقصان ہوا، البتہ تعاون اور مشاورت سے دونوں ممالک ترقی اور استحکام حاصل کر سکتے تھے بلکہ خطے کے لیے نیک شگون ثابت ہو سکتے تھے، پھر بھی امارات اسلامی افغانستان نے ہوش کے ناخن نہ لیے، کیونکہ ان کے ایک اہم وزیر بھارتی سرزمین پر کچھ دعوے اور وعدے کر چکے تھے۔ پاکستان نے درجنوں مرتبہ افغان حکومت کو دراندازی اور دہشت گردی کے شواہد کے ساتھ مناسب کارروائی کا مطالبہ کیا، پھر بھی نہ پاکستان میں دہشت گردی کے واقعات میں کمی آئی اور نہ ہی افغانستان کی سرزمین سے دراندازی کو روکا جا سکا۔

پاکستان نے نشاندہی کی کہ پاکستانی سرحدی علاقوں کے نزدیک دہشت گردوں کے تربیتی مراکز موجود ہیں جہاں سے مسلسل پاکستان کے مختلف شہروں میں دہشت گردی اور خودکش حملے کیے جا رہے ہیں۔ جب پاکستانی مطالبے نے زور پکڑا تو افغان طالبان نے پاکستان پر باقاعدہ جنگی حملہ کر دیا اور بھارتی میڈیا پر طالبان کی فتوحات کی خبروں کو منصوبہ بندی کے ساتھ کوریج دے کر تبصرے اور تجزیے پیش کیے گئے۔ ردِعمل میں پاکستان نے خفیہ اطلاعات پر پہلے ٹارگٹ آپریشن کیے، پھر عسکری اور سیاسی قیادت نے ''فتنہ الخوارج'' اور ''فتنہ الہندوستان'' کے خاتمے کا فیصلہ کرتے ہوئے ''آپریشن غزب لل حق'' شروع کر کے افغان حکومت اور طالبان کو سخت جواب دیا اور یہ سمجھایا کہ ہمارے صبر کا امتحان نہ لیا جائے۔ عوامی جمہوریہ چین، آئرن برادر، کی خواہش پر پاکستان نے ''سیز فائر'' بھی کیا، لیکن خفیہ اطلاعات کی بنیاد پر اکثر تربیتی مراکز کا خاتمہ اور اہم ترین فتنہ الخوارج اور فتنہ الہندوستان کو جہنم واصل کر کے یہ پیغام دیا گیا کہ تنازعات اور کشیدگی کا حل جنگی میدان میں ممکن نہیں۔

سرحدیں بند، تجارت ختم اور اشیائے ضروریہ کا بحران کسی طرح بھی جینے نہیں دے گا۔ عوام کی بھلائی، خطے کے امن اور ترقی و خوشحالی کے لیے باہمی بات چیت سے ہی مستقل حل نکالا جا سکتا ہے، کیونکہ اس لڑائی جھگڑے کی فضا میں زیادہ نقصان افغانستان اور اس کی عوام کا ہوا۔ حکومتی استحکام بھی خطرے میں پڑ گیا اور پاکستانی افواج افغانی چوکیوں پر سبز ہلالی پرچم لہرا چکی ہیں۔ پاکستان ایک پرامن ملک، امن پسند ہمسایہ اور بہترین دوست ہے۔ افغان برادرز سے کوئی جھگڑا نہیں، اختلاف افغان حکومت، حکومتی پالیسی اور حکمرانوں سے ہے۔ اگر وہ دہشت گردی کے قائم کیمپ ختم کر دیں اور مطلوب دہشت گردوں کو پاکستان کے حوالے کر دیں تو تنازعات اور کشیدگی کا خاتمہ ہو سکتا ہے۔ بلکہ پاکستان ''کابل'' کے استحکام اور افغانستان کی ترقی و خوشحالی کے لیے اپنا تعمیری کردار ماضی کی طرح دوبارہ ادا کرنے کو تیار ہے۔ لیکن لڑائی جھگڑے اور دھمکیوں سے تنازعات اور کشیدگی کبھی ختم نہیں ہوں گے اور ہم اپنی قومی سلامتی کا مکمل دفاع کرنا خوب جانتے ہیں۔